استحصال سے نجات دلانا تھی۔ جو زمینداروں اور سرمایہ داروں کی طرف سے ان پر ہو رہا تھا۔ خیبر فتح کر کے آپؐ نے جو معاملہ (مخابرہ) ان سے کیا تھا وہ اس عہد کے ظالمانہ نظام سے نجات دلانے کی ایک مثال ہے (صفحہ ۵۱ تا ۵۳)۔

ہماری رائے میں اس قسم کے اختلافی مسائل میں فیصلہ کرنے کا مؤثر اور قابل عمل طریقہ یہی ہے کہ آج مزارعت سے پیدا ہونے والی مختلف صورتیں جن سے لوگوں کو فائدہ یا نقصان پہنچتا ہے سامنے لائی جائیں۔ مضرت و منفعتِ عامہ کا موازنہ کیا جائے اور ملکی حالات کو پیشِ نظر رکھ کر اقتصادیات و زرعیات اور شریعت کے ماہرین یہ فیصلہ کریں کہ اس دور میں ہمارے عوام اور ملک کے لئے کس صورت میں زیادہ فائدہ ہے۔ ملکی امن کا استحکام، زمینوں کی آبادکاری، پیداوار میں اضافہ اور کسانوں کی خوش حالی کے لئے کون سی صورت مفید رہے گی۔ اس بارے میں ان ماہرین کے فیصلہ کو ملحوظ رکھ کر اگر اسمبلی مزارعت کو موجودہ حالات میں ظالمانہ معاملہ سمجھتے ہوئے روکنا چاہے تو وہ قانون بنا کر ملک کو اس کشمکش سے نجات دے۔ ایسے اختلافی مسائل کا یہی اسلامی حل کہلائے گا۔ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنن ابی داود کی روایت سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ نے مزارعت سے متعلق جھگڑا لانے والوں کو دیکھ کر کہا تھا :

ان کان ھذا شانکم فلا تکروا المزارع ۔	اگر مزارعت کے سبب اسی طرح لڑائیاں ہوتی ہوں تو پھر زمینوں کو کرایہ پر نہ دو ۔

(عبدالرحمٰن طاہر سورتی)

تفسیر "منسوخ القرآن" : مصنفہ رحمت اللہ طارق

صفحات : ۹۰۶۔ کتابت وطباعت خوبصورت۔ کاغذ دبیز۔ قیمت ساٹھ روپے۔

ناشر : ادارہ "ادبیاتِ اسلامیہ" پاک دروازہ۔ ملتان۔

رحمت اللہ طارق ملتان کے معروف صاحب قلم ہیں۔ وہ عالم ہیں۔ ان کی یہ ادا اسلاف کی یاد تازہ کرتی ہے کہ وہ علم برائے معاش کے قائل نہیں۔ انھوں نے معاش کے لئے زرگری کا ہنر اپنایا اور علم برائے علم کے علمبردار ہیں۔ زیر نظر کتاب انھوں نے حرم مکہ میں بیٹھ کر لکھی۔ معمول یہ رہا

کہ نمازِ عشاء سے فارغ ہو کر اپنے کام میں لگ گئے۔ رات کی تاریکیاں ڈھلتے ڈھلتے اذان کی پُر شوکت آواز کے ساتھ کافور ہو گئیں۔ تہجد اور صبح کی نماز سے فارغ ہو کر کچھ لمحے آرام کیا۔ اُٹھے اور بقدرِ ضرورت کسبِ معاش میں مصروف رہے۔ اور پھر مکہ مکرمہ کی سینکڑوں سال پُرانی لائبریری "مکتبۃ الحرم" میں جا کر دنیا و ما فیہا کو بھول گئے۔ تقریباً تین سال کے طویل عرصہ میں اسی انداز کے ساتھ یہ کتاب پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

یہ کتاب اگرچہ ایسی نہیں ہے کہ ہر شخص اس کے مندرجات سے مکمل اتفاق کر سکے۔ لیکن مصنف نے جس جانفشانی، محنت اور کاوش کے ساتھ اس کو لکھا ہے اس پر دل آفرین کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ۹۰۰ سے زائد صفحات پر مشتمل یہ کتاب جس میں تقریباً ۲۱۵ آیات پر مختلف زاویوں سے بہت عمدہ بحث کی گئی ہے اپنے موضوع پر ایک مستند اور جامع تصنیف ہے۔ مصنف نے حروف ناسخ اور منسوخ آیات اور اس کے بعد نسخ سے متعلق مختلف اقوال نقل کر کے آخر میں قولِ فیصل کے عنوان سے اپنا نقطۂ نظر واضح کیا ہے۔

مصنف نسخ فی القرآن کے مطلقاً قائل نہیں ہیں اور انہوں نے اپنا مدعا ثابت کرنے کے انتہائی تحقیق کے ساتھ دلائل یکجا کئے ہیں۔ البتہ اس کوشش میں بعض مقامات پر قلم کو افراط و تفریط سے نہیں روک سکے۔ انھوں نے اپنی ذمہ داری کو کم کرنے کے لئے دوسرے اہل علم کو بھی عدم نسخ کا قائل دکھایا ہے۔

مصنف نے اس ضخیم کتاب میں بعض ایسے مباحث بھی چھیڑے ہیں جن کا بظاہر اس موضوع سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن اگر غائر نظر سے دیکھا جائے تو بات بے تعلق بھی نہیں رہتی۔ مثلاً فوٹو کے جواز کا مسئلہ اور اس کے ضمن میں شادی کے وقت حضرت عائشہ صدیقہؓ کی عمر کا مسئلہ ہے۔ لطف یہ ہے کہ یہ مباحث کسی طرح بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہیں۔

بہر صورت زیرِ نظر کتاب اُردو کے علمی خزانے میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔ ہر صاحبِ ذوق کے ذاتی کتب خانے میں اس کا ہونا ضروری ہے۔

(جی۔ اے۔ حق محمد)